قرآن مجید کی اثر انگیزی

—— مولانا ضیاءالدین اصلاحی ——

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربوں کی زبان میں نازل کیا تھا اور عربوں کو اپنی قدرتِ کلام، فصاحت و بلاغت، زورِ بیان، زبان دانی اور طلاقتِ لسانی پر بڑا ناز تھا۔ وہ اپنے علاوہ ساری دنیا کو عجم یعنی گونگا کہتے تھے۔ لیکن انہی عربوں کے پاس جن کو اپنی خطابت اور لسّانی کا بڑا زعم اور گھمنڈ تھا، جب قرآن کی آیتیں اتریں تو وہ دم بخود اور حیرت زدہ ہوگئے اور اس کے زورِ بیان اور طرزِ کلام کو دیکھ کر اپنے آپ کو عاجز اور درماندہ تصور کرنے لگے اور اس کی بلاغت و فصاحت کے سامنے اپنی فصاحت و بلاغت کو حقیر و بے معنی سمجھنے لگے۔ اور جب انہی عربوں کو جو اپنے آپ کو سب سے بڑا زبان دان اور ساری دنیا کو گونگا کہتے تھے، قرآن مجید نے چیلنج کیا کہ اس کے جیسی کوئی ایک سورۃ یا دس آیتیں یا ایک ہی آیت پیش کر دو تو تمہاری لسّانی کے کرتب اور زورِ بیان کا کمال تسلیم کر لیا جائے گا، تو وہ اس تحدّی کا جواب نہ دے سکے اور کسی بڑے سے بڑے شاعر و خطیب اور اعلیٰ درجہ کے ادیب و انشاء پرداز کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ قرآن حکیم جیسا کوئی کلام پیش کرے۔ قرآن کے زورِ بیان اور طرزِ کلام سے سب مبہوت اور سب کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ لبید بن ربیعہ عرب کے بڑے نامور اور ممتاز شاعر تھے۔ یہ اسلام سے بھی مشرف ہوئے۔ زمانۂ جاہلیت میں جن سات شعراء کے قصائد خانہ کعبہ میں آویزاں تھے، ان میں ان کا بھی ایک قصیدہ تھا۔ ان کی بلند پائیگی اور شاعرانہ کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اموی دور کے مشہور اور عظیم شاعر فرزدق کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے ایک شعر۔

و جلا السّیول عن الطلول کانّہا

زبر تجد متونہا اقلامہا

(یعنی سیلاب نے ٹیلوں کو لکھے جانے والے کاغذ کی طرح صاف شفاف بنا دیا ہے۔)

کو سن کر سجدہ ریز ہو گیا تھا(۱)۔ لیکن ایسا با کمال اور بلند پایہ شاعر بھی قرآن کا زور و اثر دیکھ کر اس درجہ مبہوت اور مسحور ہوا کہ اس کے بعد اس نے شاعری بھی ترک کر دی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے ایک دفعہ ان سے شعر پڑھنے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا: جب خدا نے ہمیں بقرہ اور آل عمران سکھا دی ہیں تو پھر شعر کہنا ہم کو زیب نہیں دیتا۔(۲)

لبید بن ربیعہ نے زمانہ جاہلیت میں قسم کھائی تھی کہ اگر پروا ہوا چلے گی تو وہ اونٹ ذبح کر کے احباب کی دعوت کریں گے۔ اسلام لانے کے بعد یہ صورت پیش آئی مگر اُس وقت ان کے پاس نہ تو اونٹ تھے اور نہ ان کو خریدنے کے لئے رقم۔ ولید بن عقبہ کو، جو حضرت عثمان ﷺ کی جانب سے کوفہ کے گورنر تھے، معلوم ہوا تو ان کے یہاں دس اونٹ بھجوائے اور چند شعر کہنے کی فرمائش کی۔ حضرت لبید نے اونٹوں کو تو ذبح کر دیا لیکن چونکہ شعر گوئی ترک کر چکے تھے اس لئے اپنی لڑکی سے شعر کہنے اور شکریہ ادا کرنے کے لئے کہا۔ اس نے جواب لکھ کر ان کو دکھلایا تو انہوں نے پسند کیا مگر آخری شعر

فعُد انّ الکریم لہٗ معاد
و ظنی با ابن اروٰی ان تعودا

(ترجمہ: "آپ دوبارہ بھی اسی طرح سخاوت کیجئے اور ہم کو ہدیہ بھیجئے، کیونکہ شریف آدمی بار بار ہدیے کرتا ہے اور اے ابن اروٰی میرا خیال ہے کہ آپ دوبارہ اپنی فیاضیوں سے ہم کو محروم نہ رکھیں گے"۔)

میں چونکہ مزید طلب اور بخشش کی تمنا ظاہر کی گئی تھی اس لئے انہوں نے کہا: مزید طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لڑکی نے جواب دیا: امیر و حاکم سے مزید طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں، وہ عام لوگوں میں ہوتا تو میں مزید کی درخواست نہ کرتی۔(۳)

۱۔ طبقات الشعراء لابن قتیبہ ص ۱۴۸
۲۔ الاستیعاب لابن عبد البر، ص ۲۳۵
۳۔ طبقات الشعراء ص ۱۴۹

مولانا شبلی نے خواجہ حافظ کے کمالات اور ان کی شاعری کی عظمت واثر انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"خواجہ حافظ کے بعد اصولِ ارتقاء کے خلاف غزلیہ شاعری کی ترقی ڈیڑھ سو برس تک رک گئی' جس طرح قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد شعراء کی زبانیں بند ہو گئیں"۔(۴)

یہ قرآن کی عظمت وبلند پائیگی اور اس کا غیر معمولی اعجاز واثر ہی تھا کہ سخت سے سخت دل بھی نرم ہو گئے اور وادیٔ ظلمات میں بھٹکنے والوں کو سراج منیر مل گیا اور نہایت قلیل عرصہ میں اسلام کا مہر درخشاں عرب کے افق سے آگے بڑھ کر دوسرے خطوں اور ملکوں کے مطالع پر ضو فشانی کرنے لگا اور چشم زدن میں لوگ فوج در فوج حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی شوکت وقوت سے مرعوب ہو کر لوگوں نے اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا' نبی اکرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور اعلیٰ سیرت وکردار نے متنفر اور بیزار طبیعتوں کو متوجہ ومائل کر لیا' قرآن مجید نے غیب کے متعلق جو خبریں دیں اور پیشینگوئیاں کیں جب وہ صحیح ثابت ہونے لگیں تو اس کے باعث لوگ اسلام کی صداقت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ علیٰ ہذا القیاس اسلام کی ہمہ گیر اور جامع دعوت' اعلیٰ تعلیم اور ابدی اصول وقوانین نے لوگوں کو اس کا گرویدہ بنا دیا۔ یہ سب صحیح ہے' لیکن غور کیجئے' ابتداءً نہ تو اسلام کی ہمہ گیری اور جامعیت کا لوگوں کو تجربہ ہوا تھا اور نہ اخبارِ غیب کے درست اور سچ ثابت ہونے کا' اور اُس وقت اسلام کی قوت وشوکت سے مرعوب ہونے کا بھی سوال نہ تھا' البتہ رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ سیرت وکردار' دیانت وامانت اور صدق وعفاف وغیرہ کا ضرور تجربہ تھا' لیکن یاد ہو گا کہ کوہِ صفا پر جب آپ ﷺ نے اپنے اخلاقِ فاضلہ کا حوالہ دے کر لوگوں کو حق وتوحید کی دعوت دی تو وہ کتنے لوگوں کو اپیل کر سکی۔ بعضوں نے تو اس وقت یہاں تک کہہ دیا تھا: تَبًّا لکَ اَلِھٰذَا دعوتَنا (تمہارا ستیاناس ہو' کیا اسی

۴۔ شعر العجم جلد پنجم ص ۵۸

لئے ہم کو بلایا تھا)۔

پس یہ قرآن کی بلاغت و تاثیر تھی جس نے صدیوں کے پرانے باطل اور لغو خیالات و عقائد کو تھوڑی مدت میں تبدیل کردیا' تاریک اور مردہ دلوں کو روشن اور شاداب بنادیا' وادیِ ظلمات میں بھٹکنے والوں کو راہِ ہدایت و سعادت پر گامزن کردیا۔ خود مشرکین عرب بھی جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسلام کی صداقت آشکارا ہونے کے باوجود بھی اپنے باپ دادا کے دین سے چمٹے رہے' قرآن کے اثر و نفوذ کے پوری طرح معترف تھے اور اس کی غیر معمولی تاثیر ہی کی وجہ سے اس کو سحر' شعبدہ اور شعر' اور آنحضور ﷺ کو ساحر' کاہن اور شاعر کہتے تھے۔ قرآن مجید میں متعدد مواقع پر ان کے ان اقوال و آراء کو نقل کرکے ان کی تردید کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ ان چیزوں کی اثر آفرینی بالکل مکمل ہے۔ دوسرے سحر و شعر وغیرہ کہہ کر وہ کلامِ الٰہی کو لوگوں کی نگاہ میں بے وقعت بنانا چاہتے تھے تاکہ لوگ اس کی طرف کوئی دھیان اور توجہ نہ دیں' کیونکہ انہیں قرآن کے اعجاز و اثر پر پورا یقین تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ جس نے ایمانداری اور غیرجانبداری کے ساتھ اس کو سنا وہ اس کی دعوت کو قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے وہ اپنے حدِ امکان بھر عام لوگوں کو قرآن سننے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ○ (حٰمٓ السجدہ : ۲۶)

"اور کافروں نے کہا تم لوگ اس قرآن کو نہ سنو اور جب یہ پڑھا جائے تو بک بک کرو تاکہ تم غالب آسکو۔"

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مشرکینِ عرب قرآن حکیم کو سحر و شعبدہ صرف اس کو بے وزن اور کمتر ثابت کرنے کے لئے کہتے تھے اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ اس کو واقعتاً کہانت' سحر اور شعر ہی سمجھتے تھے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت' جیسا کہ جاحظ وغیرہ نے تصریح کی ہے' بے شمار بڑے بڑے خطیب و شاعر بھی تھے اور کاہن و ساحر بھی' لیکن کیوں کسی کو یہ مجال اور جرأت نہ ہوئی کہ قرآن کا چیلنج قبول کرتا اور اس کے جیسی ایک آیت ہی پیش کرکے دکھادیتا۔

معلوم ہوا کہ قرآن کے اثرات بڑے دوررس اور نتیجہ خیز ہوتے تھے اور عام ذہنوں اور سادہ طبیعتوں کے سامنے جب اس کی آواز گونجتی تھی تو وہ ان میں جگہ پیدا کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ ذیل میں ہم تاریخ و سیر اور حدیث کی کتابوں سے کچھ ایسے واقعات نقل کرتے ہیں جن سے قرآن کے کمالِ تاثیر کا پورا اندازہ ہو جائے گا۔ باقی اسبابِ تاثیر، وجوہِ اعجاز اور اسرارِ بلاغت سے تعرض کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔ قدیم علماء او موجودہ زمانہ کے بعض مصنفین نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ آئندہ اس پر بھی لکھا جائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے جب دعوتِ حق بلند کی اور اسلام کی باقاعدہ تبلیغ شروع کی تو کفار قریش نے آپؐ اور آپؐ کے رفقاء کے ساتھ جو ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اس کو دیکھ کر جنگل کے وحوش و بہائم بھی شرما گئے ہوں گے۔ دوستوں اور خیر خواہوں نے بھی سمجھایا کہ خواہ مخواہ اپنی جان جوکھم میں ڈالنے اور خطرات مول لینے سے کیا فائدہ؟ لیکن آپؐ پر حقیقت منکشف ہو چکی تھی اور قرآن کی بتائی ہوئی راہ ہدایت سے دستکش ہو جانا کسی حال میں بھی گوارا نہ تھا۔ کیا یہ قرآن کی اثر انگیزیوں کا کرشمہ نہ تھا کہ ہزاروں مخالفتوں اور شدید ترین مصائب و محن سے گھبرا کر ایک لحظہ کے لئے بھی راہ حق سے منہ موڑ لینے کا دل میں خیال نہ گزرا۔ غور کیجئے جب ابو طالب جیسا شفیق و غمگسار چچا بھی جوش محبت میں سرشار ہو کر نہایت الحاح کے ساتھ دین حق کی دعوت و تبلیغ سے منع کرتا ہے تو آپؐ ان کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ یہی نا کہ "عم محترم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج بھی رکھ دیں تو میں اپنی دعوت و تبلیغ اور فریضہ حق کی ادائیگی سے دستبردار نہ ہوں گا۔"

قریش حیران تھے کہ آخر آپ اس قدر سختیاں کیوں جھیل رہے ہیں۔ کیا ہیں وہ وجوہ اور اسباب اور ایسی کیا کشش ہے جس کے لئے ساری اذیتیں اور تکلیفیں گوارا ہیں، لیکن دعوتِ قرآنی سے انحراف گوارا نہیں۔ ظاہر ہے عام انسانی ذہن و طبیعت ایسی سخت جانفشانی و جانبازی اور اتنی غیر معمولی ریاضت و نفس کشی کا سبب و مقصد جاہ و دولت کی طلب، عزت و ریاضت کی آرزو، نام و نمود کی خواہش اور شہوت و ہوس رانی کی تکمیل کے

علاوہ اور کن چیزوں کو قرار دے سکتی ہے۔ چنانچہ مشرکینِ مکہ اور کفارِ قریش نے بھی یہی سمجھا اور عتبہ بن ربیعہ ان کی نمائندگی کرتے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: "محمد (ﷺ) کیا چاہتے ہو؟ مکہ کی سیاست' قریش کی سیادت' کسی بڑے گھرانے کی حسین و جمیل عورت سے شادی' یا مال و دولت کا ذخیرہ تم کو مطلوب ہے؟ ہم لوگ یہ سب کچھ تمہارے لئے مہیا کر سکتے ہیں۔ تم کو اپنا سردار بنانے کے لئے بھی تیار ہیں اور ہم کو یہ بھی منظور ہے کہ سارا مکہ تمہارے زیر فرمان ہو جائے۔ لیکن خدا کے لئے اپنی ان باتوں کو ترک کر دو"۔ عتبہ کو یقین تھا کہ اس کی درخواست مسترد نہ ہوگی اور قریش میں اس کی مقبولیت و اعزاز کا ایک بڑا میدان ہاتھ آگیا ہے۔ مگر اس کو کیا معلوم سرور کائنات ﷺ کی عظمت و شان اس سے کتنی بالا ہے؟ اور اس نے مقامِ رسالت و منصبِ نبوت کی کتنی شدید گستاخی کی ہے۔

برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

عتبہ کی ترغیبات کے جواب میں آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیتیں تلاوت کیں:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰىٓ اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ، وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا، ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (حٰمٓ السجدہ: ۵ تا ۹)

"تم کہہ دو کہ میں تمہاری ہی طرح کا ایک آدمی ہوں (البتہ) میری جانب اس بات کی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے اس لئے سیدھے اسی کی طرف رخ کرو اور اس سے مغفرت چاہو' اور خرابی ہے مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا بدلہ ہوگا۔ تم کہو کہ کیا تم لوگ

اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا اور تم اس کے شرکاء ٹھہراتے ہو؟ وہ تو تمام عالم کا پروردگار ہے"۔

عتبہ پر ان آیتوں کا یہ اثر ہوا کہ قریش کو جا کر سمجھانے لگا کہ محمد (ﷺ) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں کوئی اور چیز ہے' میری رائے یہ ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو' اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آگئے تو یہ تمہاری عزت ہی کا سامان ہو گا' ورنہ عرب خود اس کو تباہ کر دے گا۔(۵)

یہ تو رسول اکرم ﷺ کی عملی زندگی سے قرآن کی اثر انگیزی کا ثبوت ہے کہ ہزاروں مخالفتوں کے باوجود یہ اس کی عجیب تاثیر اور حیرت انگیز کشش تھی کہ آپؐ اس کی تبلیغ و تلقین ترک کرنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ لیکن دوسری جانب قرآن سننے اور اس کے پڑھے جانے سے بھی آپ شدید طور پر متأثر ہوتے تھے۔ صحابہ کرامؓ سے قرآن سنانے کی خواہش کرتے اور جب کوئی سناتا تو لطف' لذت اور محویت کی عجیب کیفیت آپؐ پر طاری ہو جاتی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ (اور بعض روایتوں کے مطابق عمرو بن مرۃ ؓ) سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو قرآن سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا: آپؐ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے' ہم آپؐ کے سامنے قرآن مجید کیا پڑھیں! ارشاد ہوا: میں اسے دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے سورۂ نساء کی آیت:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ شَهِيْدًا ۝

"پس اُس وقت کیا ہو گا جب ہم ہر امت کے اندر سے ایک شہید لائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر شہید بنائیں گے۔" (النساء: ۴۱)

تلاوت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: رک جاؤ۔ اور اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ جاری تھا۔(۶)

۵۔ سیرت النبیؐ جلد اول ص ۲۲۲

۶۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۵۹

حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم کے بارے میں کہا ہے:۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ....

"پروردگار، ان بتوں نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے، پس جس نے میری متابعت کی وہ مجھ سے ہو گا"۔ (ابراہیم:۳۶)

اور حضرت مسیحؑ کا قول ہے کہ

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ○

"اگر تو ان کو عذاب دے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر معاف کرے گا تو بیشک تو عزت و حکمت والا ہے"۔ (المائدہ:۱۱۸)

عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت کیں تو آپؐ پر عجیب تاثر ہوا۔ اور آپؐ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر "اَللّٰھم اُمَّتِی اُمَّتِی" کہنے لگے اور رونے لگے۔(۷)

ان واقعات اور آپؐ کی عملی زندگی سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہو گئی کہ خود رسول کریم ﷺ پر قرآن حکیم کا کافی گہرا اثر تھا۔

مستدرک حاکمؒ سے علامہ سیوطیؒ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ: "ولید بن مغیرہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو قرآن کا کوئی حصہ پڑھ کر سنایا۔ اس سے اس پر رقت طاری ہوئی مگر جب ابو جہل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا: چچا جان! آپ کی قوم آپ کو مال و دولت کا ذخیرہ دینا چاہتی ہے تاکہ آپ محمد (ﷺ) کے پاس جا کر ان کی باتیں نہ سنیں۔ ولید نے کہا: قریش کو معلوم نہیں کہ میں ان میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں۔ ابو جہل نے کہا: تو پھر محمد (ﷺ) کے متعلق ایسی باتیں کہئے جن سے قریش کو یقین ہو جائے کہ آپ کو ان سے نفرت و بیزاری ہے۔ ولید نے کہا: مجھ سے زیادہ شعر و سخن کا ماہر اور نقاد کون ہو سکتا ہے، مگر خدائے ذوالجلال کی قسم ہم لوگ اس کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں بالکل غلط ہے، اس کے کلام کو شعر و سحر سے کوئی تعلق

۷۔ صحیح مسلم باب بکاء النبی ﷺ لامتہ

نہیں' اس میں حلاوت و شیرینی ہے اور وہ مفید و بار آور اور غالب آنے والا ہے' اس پر غالب نہیں ہوا جا سکتا' وہ دوسروں کو پاش پاش کر ڈالے گا۔ ابو جہل نے کہا: آپ کی قوم کبھی ان باتوں کو پسند نہیں کر سکتی اور نہ وہ آپ سے خوش ہو سکتی ہے۔ ولید نے کہا اچھا مجھے سوچ بچار کرنے کا موقع دو۔ چنانچہ اس نے غور و فکر کے بعد کہا: هٰذَا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ (یہ ایسا جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل ہوتا چلا آرہا ہے)(۸) (جاری ہے)

۸۔ الاتقان ج ۲ ص ۱۱۷

بقیہ: لغات و اعراب قرآن

مِنۢ بَعْدِهٖ، مِنْۢ بَعْدِهٖ، مِن بَعْدِهٖ / وَاَنْتُمْ، اَنْتُمْ، اَنتُمْ / ظٰلِمُوْنَ، ظٰلِمُونَ، ظَالِمُونَ، ظَٰلِمُونَ / ثُمَّ / عَفَوْنَا، عَفَوْنَا، عَفَوْنَا / عَنكُمْ، عَنكُمْ، عَنكُمْ / مِّنْۢ بَعْدِ (مثل سابق) ذٰلِكَ، ذٰلِكَ، ذَٰلِكَ / لَعَلَّكُمْ، لَعَلَّكُمْ / تَشْكُرُوْنَ، تَشْكُرُونَ، تَشْكُرُونَ / وَاِذْ، إِذْ / اٰتَيْنَا، اٰتَيْنَا، ءَاتَيْنَا، اٰتَيْنَا / مُوْسَى، مُوسَى (''س'' کو آگے ملانے کے لیے ہر جگہ صرف فتحہ ہی دی جاتی ہے) / الْكِتٰبَ، الْكِتٰبَ، الْكِتَابَ / وَالْفُرْقَانَ، الْفُرْقَانَ، الْفُرْقَانَ، الْفُرْقَانَ / لَعَلَّكُمْ / تَهْتَدُوْنَ، تَهْتَدُونَ، تَهْتَدُونَ /